محمد صدیق ہزاروی

سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا موقر ترجمان مجلّہ ''اجتہاد'' کا شمارہ نمبر ۷ بابت دسمبر ۲۰۱۱ء حسن ظاہری و باطنی کے جلو میں پوری آب وتاب کے ساتھ راقم کی نظروں سے گزرا۔

عنوانات کا تنوع، مقالہ نگاران کی ژرف نگاہی اور طباعت کا حسن جمال اپنی مثال آپ ہے جس پر ادارہ کے سرپرست اعلیٰ، مدیر مسؤل اور مدیر سے لے کر تمام عملہ اور جملہ مقالہ نگاران تک خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

مجموعی طور پر یہ مجلّہ نہایت خوبصورت اور وقیع ہے اور مقالہ نگاران نے اپنی اپنی فکر اور سوچ کے مطابق پوری محنت اور تندہی سے تحقیق کی جولانگاہ میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا ہے اگرچہ تحفظات کی گنجائش اپنی جگہ موجود ہے۔

جناب چیئرمین کونسل، مولانا محمد خان شیرانی نے مقصد تخلیق پر نہایت پرمغز مقالہ تحریر فرمایا ''تعبیر نصوص کا قدیم اور جدید منہج'' کے حوالے سے معروف مذہبی سکالر جناب ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج کا مقالہ نہایت اہم ہے البتہ اتنی گزارش ضروری ہے کہ جدید منہج کے حوالے سے ہمیں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ کہیں ہماری جدت پسندی، نصوص قرآنیہ سے صرف نظر اور روشن خیال طبقہ کے لئے آیاتِ قرآنیہ کو بازیچہ اطفال بنانے کا ذریعہ نہ بن جائے جیسے مقالہ نگار نے قذف اور لعان وغیرہ کے حوالے سے میڈیکل سائنس سے مدد لینے کا اشارہ دیا۔ اسی طرح لفظ خیل (گھوڑا یا گھڑسوار) پر انہوں نے تفصیلی بحث کی ہے لیکن لفظ رباط کی طرف توجہ نہیں فرمائی حالانکہ آج بھی جہاد کے لئے کسی نہ کسی صورت میں گھوڑے کا استعمال ہو رہا ہے جو بالکل متروک نہیں ہوا اور اس کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی پھر دوسری بات یہ ہے کہ گھوڑا جدید اسلحہ کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے تو ہمیں خواہ مخواہ تکلف میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

''شریعت اسلامی اور وضعی قانون میں فرق'' کے عنوان پر محترمہ زینب امین کا تفصیلی اور جامع مضمون قانون کے طلبہ وطالبات کے لئے نہایت مفید اور مغرب سے متاثر مسلمانوں کے لئے بصیرت افروز ہے، ان کا یہ قول بجا طور پر لائق تحسین ہے کہ بین الاقوامی قانون کی بانی گروٹیس (۱۶۴۵ء) نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمھم اللہ ہیں (مجلّہ اجتہاد شمارہ نمبر ۷، ص ۴۳)

ادارہ المورد کے ریسرچ سکالر محترم طالب محسن کا مضمون ''اجتہاد تصور وحقیقت'' ان کی خصوصی سوچ کا عکاس ہے اور یقیناً ہر شخص اپنی فکر میں آزاد ہے اور اس پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔ اجتہاد کے حوالے سے ان کا مضمون ان کی خاص فکر کا حامل ہے ان کے خیال میں امت اب اجتہاد کی ضرورت محسوس نہیں کرتی چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

امت میں رائج نقطہ نظر یہ ہے کہ اس اجتہاد کی اب ضرورت نہیں دین کیا ہے اس حوالے سے جتنے کام کی ضرورت تھی وہ دور تدوین میں مکمل ہوگیا (ایضاً ص ۵۳)

امت کے نقطہ نظر کے حوالے سے ان کا یہ تجزیہ درست نہیں کیونکہ جمہور کے نزدیک اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا اس سلسلے میں حضرت مولانا ابوالفتح محمد یوسف کا مقالہ نہایت عمدہ ہے جس کے دو اقتباس ہدیۂ قارئین ہیں وہ لکھتے ہیں:

اگر فقہ اسلامی اور اس کے اصولوں کا نظر عمیق سے جائزہ لیا جائے تو واضح ہوگا کہ اجتہاد کا دروازہ ہر دور میں مجتہد کے لئے کھلا ہے (ایضاً ص ۸۲)

وہ مزید لکھتے ہیں:

''جن حضرات نے اجتہاد کے دروازہ کے بارے میں کہا ہے کہ بند ہے محض اس لئے کہا ہے کہ غیر مجتہد لوگ اجتہاد کا دعویٰ کر کے وقتی حکومتوں یا اسلام دشمن قوتوں کے آلہ کار نہ بن جائیں۔ (ایضاً ص ۸۲)

محترم طالب محسن کے مضمون میں یہ بھی بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ امت میں اہل تصوف اور لوگ ہیں اور علماء شریعت اور لوگ ہیں یعنی امت نے تقسیم قائم کر رکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں ''لیکن امت میں یہ عمومی رنگ پیدا ہو گیا کہ حقیقت دین صوفیاء کے پاس ہے اور فقہاء ظاہر دین کے علمبردار ہیں'' (ایضاً ۵۵)۔ یہ تاثر قطعاً غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تصوف (طریقت) اور شریعت لازم و ملزوم ہیں اور تمام معروف صوفیاء کرام اپنے وقت کے جید علماء میں شمار ہوئے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ شریعت کی پاسداری پر زور دیا ہے، کچھ جاہل لوگوں کو، جو تصوف کے دعویٰ دار بن گئے، سامنے رکھ کر شریعت و طریقت کے حوالے سے یہ تصور قائم کرنا حقائق کے منافی ہے۔ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی (۸۹۸ تا ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

مرید کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ آداب شریعت کی محافظت کرے اور جس قدر ممکن ہو اس کے ظاہر پر عمل کرے کیونکہ تمام ترقی کا دار و مدار شارع کے احکام بجالانے میں ہے۔ (الانوار القدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیہ، جز دوم، ص ۴۸، مکتبہ علمیہ، بیروت لبنان)۔

حضرت ابراہیم الدسوقیؒ فرماتے ہیں:

اگر مرید علم و عمل میں اخلاص کے دروازے سے داخل ہوا اور محض حکم خداوندی کی بجا آوری کی نیت سے احکام شریعہ بجالائے ثواب وغیرہ مقصود نہ ہو جس طرح سلف صالحین کا طریقہ تھا تو وہ (صوفیا کی) جماعت سے مستغنی ہو جائے گا (ایضاً ص ٦٦) یعنی اب وہ منزل پر پہنچ گیا۔

صوفیاء کرام نے جہاں اپنے مریدین کو شریعت کی پابندی کا درس دیا وہاں شریعت سے روگردانی کرنے والوں کا رد بھی کیا چنانچہ حضرت امام شعرانیؒ نے دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں دنیا پرست صوفیاء کے رد میں ''تنبیہ المغترین'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت راقم کو ۲۰۰۵ء میں جامعہ الازہر میں قیام کے دوران حاصل ہوئی۔ مجلّہ اجتہاد کے مدیر جناب ذیشان سرور کا مضمون ''قرآن اور انجیل کے مشترکہ احکامات'' ایک اچھے ذہن کا عکاس مضمون ہے، حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری کا مضمون ''انتقال خون'' اسلامی احکام کے سلسلے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا غماز ہے۔ اسی طرح دیگر مضامین بھی اپنے اپنے موضوعات کے اعتبار سے اہم ہیں اور ''اسلامی نظریاتی کونسل'' اس مجلّہ کی اشاعت پر قابل صد مبارکباد ہے۔

☆☆☆☆☆☆